مجلس دعوۃ الحق پرنام بٹ کا تبلیغی و اصلاحی ترجمان

دعوۃ الحق

''یہ مہینہ خیر و برکت کا جامع ہے''

''یہ مہینہ ہر قسم کی خیر و برکت کا جامع ہے، آدمی کو سال بھر میں مجموعی طور پر جتنی برکتیں حاصل ہوتی ہیں، وہ اس مہینہ کے سامنے اس طرح ہیں جس طرح سمندر کے مقابلہ میں ایک قطرہ، اس مہینہ میں جمعیت باطنی کا حصول، پورے سال جمعیت باطنی کے لئے کافی ہوتا ہے، اوراس میں انتشار اور پریشان خاطری بقیہ تمام دنوں بلکہ پورے سال کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے، قابل مبارک باد ہیں، وہ لوگ جن سے یہ مہینہ راضی ہو کر گیا اور ناکام و بدنصیب ہیں، وہ جو اس کو ناراض کر کے ہر قسم کے خیر و برکت سے محروم ہو گئے۔''

(مکتوبات امام ربانی ۸/۱)

مقامی مجلس دعوۃ الحق پرنام بٹ، ٹملناڈو

ایک منٹ کا مدرسہ

سبق نمبر (۱۸)

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

(۱) ترجمہ اذکار نماز رَبِّ پالنے والا اَلْعٰلَمِیْنَ ہر ہر عالم کا، اَلرَّحْمٰنِ جو بڑا مہربان

(۲) نماز کی سنتیں (۱۸) فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھنا۔

(۳) بڑے بڑے گناہ جن پر سخت وعید آئی ہے جو بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے اور ایک گناہ بھی جہنم میں لے جانے کے لئے کافی ہے (مگر اللہ تعالیٰ جس پر فضل فرمائیں)

(۱۸) چھوٹوں پر رحم نہ کرنا۔

(۴) گناہ کے نقصانات جو دنیا میں پیش آتے ہیں (۱۸) گنہگار آدمی فرشتوں کی دُعا سے محروم ہو جاتا ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے کہ فرشتے ان مومنوں کے لئے دعاء مغفرت کرتے ہیں جو اللہ کی بتائی ہوئی راہ پر چلتے ہیں پس جس نے گناہ کر کے وہ راہ چھوڑ دی وہ اس دولت کا کہاں مستحق رہا۔

(۵) طاعت کے فائدے جو دنیا میں ملتے ہیں (۱۸) بعض مالی عبادات سے اللہ تعالیٰ کا غصّہ بجھتا ہے اور بُری حالت پر موت نہیں آتی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ صدقہ پروردگار کے غصّہ کو بجھاتا ہے اور بُری موت سے بچاتا ہے۔ (ترمذی)

جلد (۲)

رمضان المبارک

۱۴۲۷ھ

ماھنامہ

دعوۃ الحق

شمارہ (۶)

اکتوبر

۲۰۰۶ء

اجازت فرمودہ

محی السنۃ شیخ المشائخ حضرت اقدس مولانا شاہ
ابرار الحق صاحب ہردوئی قدس اللہ سرہٗ

زیرِ نگرانی

حضرت مولانا محمد اسعد صاحب مدظلہم
ناظم مقامی مجلس دعوۃ الحق

مدیر مسئول

مولانا قاری محمد عارف رحیمی زید مجدھم

ترتیب و تقدیم

علمائے مقامی مجلسِ دعوۃ الحق

قیمت ۱۰ روپے

سالانہ زرِ تعاون ایک سو روپے، ششماہی ۵۵ روپے

منجانب

مقامی مجلسِ دعوۃ الحق، پرنام بٹ۔ ٹملناڈو

طابع وناشر حکیم وصی اللہ نے المحمود گرافکس چینئی سے چھپوا کر دفترِ دعوۃ الحق پرنام بٹ سے شائع کیا

آئینہ

ہر نصیحت ہمارے لئے آئینہ ہے آیئے اپنی سدھار کی فکر کریں

دینی کتب ورسائل کا احترام ہر مسلمان کا فرض ہے

اداریہ

باسمہٖ تعالیٰ حامداً و مصلّیا

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی قدس سرہٗ

رمضان کو روزہ کے ساتھ مخصوص کیوں کیا گیا؟

اللہ تعالیٰ نے روزے رمضان میں فرض کئے ہیں، اور دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم قرار دیا ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ ان دو برکتوں اور سعادتوں کا اجتماع بڑی حکمت اور اہمیت کا حامل ہے اور اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ رمضان ہی وہ مہینہ ہے جس میں قرآن مجید نازل ہوا اور گم کردہ راہ انسانیت کو ''صبح صادق'' نصیب ہوئی اس لئے یہ عین مناسب تھا کہ جس طرح طلوع صبح صادق روزہ کے آغاز کے ساتھ مربوط کردی گئی ہے، اسی طرح اس مہینہ کو بھی جس میں ایک طویل اور تاریک رات کے بعد پوری انسانیت کی صبح ہوئی پورے مہینہ کے روزے کے ساتھ مخصوص کردیا جائے، خاص طور پر اس وقت جب کہ اپنے رحمت و برکت، روحانیت اور نسبت باطنی کے لحاظ سے بھی یہ مہینہ تمام سے افضل تھا، اور بجا طور پر اس کا مستحق تھا کہ اس کے دنوں کو روزے سے اور راتوں کو عبادت سے آراستہ کیا جائے۔

روزہ اور قرآن کے درمیان بہت گہرا تعلق اور خصوصی مناسبت ہے، اور اسی لئے حضور ﷺ رمضان میں تلاوت کا زیادہ سے زیادہ اہتمام فرماتے تھے، ابن عباسؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ سخی تھے، لیکن رمضان میں جب جبریلؑ آپؐ سے ملنے آتے اس زمانہ میں سخاوت کا معمول اور بڑھ جاتا، جبریلؑ رمضان کی ہر رات میں آپ کے پاس آتے اور قرآن مجید کا دور کرتے، اس وقت جب جبریلؑ آپ سے ملتے آپ سخاوت، داد و دہش اور نیکی کے کاموں میں تیز ہوا سے بھی تیز نظر آتے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:۔

اس مہینہ کو قرآن مجید کے ساتھ بہت خاص مناسبت ہے، اور اسی مناسبت کی وجہ سے قرآن مجید اسی مہینہ میں نازل کیا گیا، یہ مہینہ ہر قسم کی خیر و برکت کا جامع ہے، آدمی کو سال بھر میں مجموعی طور پر جتنی برکتیں حاصل ہوتی ہیں، وہ اس مہینہ کے سامنے اس طرح ہیں جس طرح سمندر کے مقابلہ میں ایک قطرہ، اس مہینہ میں جمعیت باطنی کا حصول، پورے سال جمعیت باطنی کے لئے کافی ہوتا ہے، اور اس میں انتشار اور پریشان خاطری بقیہ تمام دنوں بلکہ پورے سال کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے، قابل مبارک باد ہیں، وہ لوگ جن سے یہ مہینہ راضی ہو کر گیا اور ناکام و بدنصیب ہیں، وہ جو اس کو ناراض کر کے ہر قسم کے خیر و برکت سے محروم ہو گئے۔

ایک دوسرے مکتوب میں فرماتے ہیں:۔

"اگر اس مہینہ میں کسی آدمی کو اعمال صالحہ کی توفیق مل جائے تو پورے سال یہ توفیق اس کے شامل حال رہے گی' اور اگر یہ مہینہ بے دلی' فکر و تردد اور انتشار کے ساتھ گزرے تو پورا سال اسی حال میں گزرنے کا اندیشہ ہے"

حضرت ابوہریرہؓ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ’’جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جہنم کے دروازے بند کردئے جاتے ہیں، اور شیاطین کو پابہ زنجیر کردیا جاتا ہے‘‘ اس سلسلہ کی احادیث بکثرت وارد ہوئی ہیں۔

تمام چیزوں نے رمضان کو عبادت، ذکر، تلاوت، اور زہد وتقویٰ کا ایک ایسا عالمی موسم اور جشنِ عام کا زمانہ بنادیا ہے، جس میں مشرق ومغرب کے تمام مسلمان، عالم وجاہل، امیر وفقیر، کم ہمت اور عالی حوصلہ ہر قسم اور ہر گروہ کے لوگ ایک دوسرے کے شریک ورفیق اور ہمدم ودمساز نظر آتے ہیں، یہ رمضان ایک ہی وقت میں ہر شہر ہر گاؤں اور ہر دیہات میں ہوتا ہے، امیر کے محل اور غریب کی جھونپڑی دونوں میں اس کا جلوہ نظر آتا ہے، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ نہ کوئی شخص خودسری اور خودرائی کرتا ہے، نہ روزے کے لئے دونوں کے انتخاب میں کوئی انتشار اور جھگڑا پیدا ہوتا ہے، ہر وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے دو آنکھیں عطا کی ہیں، عالم اسلام کے وسیع وعریض رقبہ میں ہر جگہ اس کے جلال وجمال کا مشاہدہ خود کرسکتا ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پورے اسلامی معاشرہ پر نورانیت اور سکینت کا ایک وسیع شامیانہ سایہ فگن ہے، جو لوگ روزہ کے معاملہ میں ذرا سست اور کاہل ہیں، وہ بھی عامۃ المسلمین سے علیحدگی کے ڈر سے روزہ رکھنے پر مجبور ہوتے ہیں، اور اگر کسی وجہ سے روزہ نہیں رکھتے تو چھپ کر اور شرم کے ساتھ کھاتے ہیں، سوائے ان چند ملحد اور فساق کے جن کو علانیہ بھی اس بے شرمی میں کوئی عار نہیں ہوتا، یا ان بیماروں اور مسافروں کے جو شرعاً معذور ہیں، یہ ایک اجتماعی اور عالمی روزہ ہے، جس سے خود بخود ایک ایسی سازگار اور خوشگوار فضا پیدا ہوتی ہے، جس میں روزہ آسان ہوتا ہے، دل نرم پڑجاتے ہیں۔ (ارکان اربعہ ۲۶۳) اور عبادتوں کا ذوق، پیدا ہوجاتا ہے اس لئے طاعتوں کی رغبت پیدا ہوجاتی ہے اس لئے روحانی موسم، وروحانی فضاء کی قدر کی جائے، اسکا کوئی لمحہ ضائع نہ کیا جائے، اعمال صالحہ اور نیکیوں کا خوب اہتمام کیا جائے۔ حق تعالیٰ ہم سبکو اسکی قدردانی اور بھرپور فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ (ادارہ)

درس قرآن

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہٗ

انسانی زندگی پر روزہ کا اثر وفائدہ

یا ایھاالذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علے الذین من قبلکم لعلکم تتقون٥

اے ایمان والو: تم پر روزہ فرض کیا گیا جسطرح تم سے پہلے (امتوں کے لوگوں) پر فرض کیا گیا تھا، اس توقع پر کہ تم روزہ کی بدولت رفتہ رفتہ متقی بن جاؤ (کیونکہ روزہ رکھنے سے عادت پڑے گی نفس کو اس کے متعدد تقاضوں سے روکنے کی اور اسی عادت کی پختگی بنیاد ہے تقویٰ کی)

معارف ومسائل

صوم کے لفظی معنی امساک یعنی رکنے اور بچنے کے ہیں، اور اصطلاح شرع میں کھانے پینے اور عورت سے مباشرت کرنے سے رکنے اور باز رہنے کا نام صوم ہے، بشرطیکہ وہ طلوع صادق سے لیکر غروب آفتاب تک مسلسل رکا رہے، اور نیت روزہ کی بھی ہو، اسلئے اگر غروب آفتاب سے ایک منٹ پہلے بھی کچھ کھاپی لیا تو روزہ نہیں ہوا، اسی طرح اگر ان تمام چیزوں سے پرہیز تو پورے دن پوری احتیاط سے کیا، مگر نیت روزہ کی نہیں تو بھی روزہ نہیں ہوا،

صوم یعنی روزہ ان عبادات میں سے ہے جنکو اسلام کے عمود اور شعائر قرار دیا گیا ہے اس کے فضائل بے شمار ہیں جنکے تفصیلی بیان کا یہ موقع نہیں ہے،

پچھلی امتوں میں روزہ کا حکم

روزہ کی فرضیت کا حکم مسلمانوں کو ایک خاص مثال سے دیا گیا ہے، حکم کے ساتھ یہ بھی ذکر فرمایا کہ یہ روزے کی فرضیت کچھ تمہارے ساتھ خاص نہیں، پچھلی امتوں پر بھی فرض کئے گئے تھے، اس سے روزے کی خاص اہمیت بھی معلوم ہوئی اور مسلمانوں کی دلجوئی کا بھی انتظام کیا گیا، کہ روزہ اگرچہ مشقت کی چیز ہے مگر یہ مشقت تم سے پہلے بھی سب لوگ اٹھاتے آئے ہیں، طبعی بات ہیکہ

مشقت میں بہت سے لوگ مبتلا ہوں تو وہ ہلکی معلوم ہونے لگتی ہے، (روح المعانی)

قرآن کریم کے الفاظ **الذین من قبلکم** عام ہے حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت خاتم الانبیاء ﷺ تک کی تمام شریعتوں اور امتوں کو شامل ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ جسطرح نماز عبادت سے کوئی شریعت کوئی امت خالی نہیں رہی اسی طرح روزہ بھی ہر شریعت میں فرض رہا ہے،

جن حضرات نے فرمایا ہے کہ **من قبلکم** اس جگہ نصاری مراد ہیں وہ بطور ایک مثال کے ہے اس سے دوسری امتوں کی نفی نہیں ہوتی، آیت میں صرف اتنا بتلایا گیا ھیکہ روزے جسطرح مسلمانوں پر فرض کئے گئے پچھلی امتوں میں بھی فرض کئے گئے، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ پچھلی امتوں کے روزے تمام حالات وصفات میں مسلمانوں ہی کے روزوں کے برابر ہوں، مثلا روزوں کی تعداد، روزوں کے اوقات کی تحدید اور یہ کہ کن ایام میں روزے رکھے جائیں ان امور میں اختلاف ہوسکتا ہے، چنانچہ واقعہ بھی ایسا ہی ہوا کہ تعداد میں بھی کمی بیشی ہوتی رہی اور روزے کے ایام واوقات میں فرق ہوتا رہا، (روح المعانی) **لعلکم تتقون،** میں اشارہ ھیکہ تقویٰ کی قوت حاصل کرنے میں روزہ کو بڑا دخل ہے کیونکہ روزے سے اپنی خواہشات کو قابو میں رکھنے کا ایک ملکہ پیدا ہوتا ہے اور وہی تقویٰ کی بنیاد ہے، (معارف القرآن جلد اول ۳۴۲ تا ۳۴۳)

تجربہ کی بات

بقیۃ السلف حضرت اقدس قاری شاہ امیر حسن صاحب دامت برکاتہم

تین (۳) اہم اور بڑے گناہ جن سے اگر بچنے کا اہتمام کیا جائے تو اور گناہوں سے بچنا آسان ہو جائیگا۔ تجربہ کی بات ہے۔

﴿۱﴾ بدگمانی

﴿۲﴾ بدنگاہی

﴿۳﴾ غیبت

درس حدیث

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

روزے اور تراویح باعث مغفرت

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من صام رمضان ایماناً واحتسا با غفرله ما تقدم من ذنبه ومن قام رمضان ایمانا واحتسابا غفرله ما تقدم من ذنبه ومن قام لیلة القدر ایمانا واحتسابا غفرله ما تقدم من ذ نبه۔
(رواه البخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: جولوگ رمضان کے روزے ایمان واحتساب کے ساتھ رکھیں گے ان کے سب گزشتہ گناہ معاف کردیئے جائیں گے اور ایسے ہی جولوگ ایمان واحتساب کے ساتھ رمضان کی راتوں میں نوافل (تراویح وتہجد) پڑھیں گے ان کے بھی سب پچھلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے، اور اسی طرح جولوگ شب قدر میں ایمان واحتساب کے ساتھ نوافل پڑھیں گے انکے بھی سارے پہلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

تشریح.... اس حدیث میں رمضان کے روزوں، اس کی راتوں کے نوافل اور خصوصیت سے شب قدر کے نوافل کو پچھلے گناہوں کی مغفرت اور معافی کا یقینی وسیلہ بتایا گیا ہے بشرطیکہ یہ روزے اور نوافل ایمان واحتساب کے ساتھ ہوں...... یہ ایمان واحتساب خاص دینی اصطلاحیں ہیں، اور ان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جو نیک عمل کیا جائے اس کی بنیاد اور اس کا محرک بس اللہ ورسول ﷺ کو ماننا اور اس کے وعدہ وعید پر یقین لانا اور ان کے بتائے ہوئے اجر وثواب کی طمع اور امید ہی ہو، کوئی دوسرا جذبہ اور مقصد اس کا محرک نہ ہو۔ اسی ایمان واحتساب سے ہمارے اعمال کا تعلق اللہ تعالیٰ سے جڑتا ہے بلکہ یہی ایمان واحتساب ہمارے اعمال کے قلب روح ہیں، اگر یہ نہ ہوں تو پھر ظاہر کے لحاظ سے بڑے سے بڑے اعمال بھی بے جان اور کھوکھلے ہیں جو خدانخواستہ قیامت کے دن

کھوٹے سکے ثابت ہوں گے، اور ایمان واحتساب کے ساتھ بندوں کا ایک عمل بھی اللہ کے ہاں اتنا عزیز اور قیمتی ہے کہ اس کے صدقہ اور طفیل میں اس کے برسہابرس کے گناہ معاف ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایمان واحتساب کی یہ صفت اپنے فضل سے نصیب فرمائے۔

روزہ اور قرآن کی شفاعت

عن عبدالله بن عمر و ان رسول الله ﷺ قال الصيام و القرآن يشفعان للعبد يقول الصيام اى رب انى منعته الطعام و الشهوات بالنهار فشفعنى فيه ويقول القرآن منعته النوم بالليل فشفعنى فيه فيشفعان

(رواه البيهقى فى شعب الايمان)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روزہ اور قرآن دونوں بندے کی سفارش کریں گے (یعنی اس بندے کی جو دن میں روزے رکھے گا اور رات میں اللہ کے حضور میں کھڑے ہو کر اس کا پاک کلام قرآن مجید پڑھے گا یا سنے گا) روزہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! میں نے اس بندے کو کھانے پینے اور نفس کی خواہش پورا کرنے سے روکے رکھا تھا، آج میری سفارش اس کے حق میں قبول فرما (اور اس کے ساتھ مغفرت ورحمت کا معاملہ فرما۔) اور قرآن کہے گا کہ: میں نے اس کو رات کو سونے اور آرام کرنے سے روکے رکھا تھا، خداوندا! آج اس کے حق میری سفارش قبول فرما (اور اس کے ساتھ بخشش اور عنایت کا معاملہ فرما) چنانچہ روزہ اور قرآن دونوں کی سفارش اس بندہ کے حق میں قبول فرمائی جائے گی (اور اس کے لئے جنت اور مغفرت کا فیصلہ فرما دیا جائے گا) اور خاص مراحم خسروانہ سے اس کو نوازا جائے گا۔ **(شعب الایمان للبیہقی)**

تشریح...... کیسے خوش نصیب ہیں وہ بندے جن کے حق میں ان کے روزوں کی اور نوافل میں ان کے پڑھے ہوئے یا سنے ہوئے قرآن پاک کی سفارش قبول ہوگی، یہ ان کے لئے کیسی مسرت اور فرحت کا وقت ہوگا.... اللہ تعالیٰ اپنے اس سیاہ کار بندے کو بھی اپنے کرم سے ان خوش بختوں کے ساتھ کردے۔

روزے میں معصیتوں سے پرہیز

عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ من لم يدع قول الزور والعمل به فليس لله حاجة ان يدع طعامه و شرابه (رواه البخاری)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: جو آدمی روزہ رکھتے ہوئے باطل کلام اور باطل کام نہ چھوڑے، تو اللہ کو اسکے بھوکے پیاسے رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ (صحیح بخاری)

تشریح.... معلوم ہوا کہ اللہ کے ہاں روزے کے مقبول ہونے کے لئے ضروری ہے کہ آدمی کھانا پینا چھوڑنے کے علاوہ معصیات و منکرات سے بھی زبان و دہن اور دوسرے اعضاء کی حفاظت کرے۔ اگر کوئی شخص روزہ رکھے اور گناہ والے اعمال کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ کو اس کے روزے کی کوئی پرواہ نہیں۔

اعلان

آپ حضرات کو یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ مقامی مجلس دعوۃ الحق پرنام بٹ کا ماہانہ اجتماع عصر تا فجر بتاریخ ۲۷ ؍رمضان المبارک ۱۴۲۷ھ بمطابق 21-10-2006 بروز ہفتہ بمقام **پارک مسجد** پرنام بٹ۔ انشاء اللہ منعقد ہوگا۔ جسمیں مندرجہ ذیل نظام رہیگا.

بعد نماز عصر: ایک گناہ کبیرہ بتانا ❁ ایک سنت بتانا ❁ قرآن پاک کی ایک آیت کی تصحیح ❁ آداب گشت ❁ بعدہٗ گشت ❁ تعلیم تسہیل قصد السبیل ❁ تیاری نماز مغرب ❁ افطار

بعد نماز تراویح: تلاوت کلام پاک ❁ سنن نماز میں سے تین سنتوں کا عملی نمونہ (سلسلہ) ❁ بعدہٗ مہمان خصوصی کا اصلاحی خطاب ❁ کھانے کی سنتیں ❁ سونے کی سنتیں ❁ نماز کی عملی مشق ❁ مراقبۂ موت ❁ بعدہٗ دعا ❁ بعدہٗ قیام شب ❁ نماز تہجد (انفرادی) ❁ معمولات (انفرادی) ❁ تیاری نماز فجر

بعد نماز فجر: تفسیر قرآن پاک

آپ تمام احباب سے اس اجلاس میں حسبِ موقع شرکت اور کامیابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نوراللہ مرقدہٗ

ضروری مسائل

تراویح و تہجد میں فرق اور تعداد تراویح

رمضان المبارک میں بطور خاص دو عبادتوں کا حکم دیا گیا ہے ایک کا تعلق دن سے ہے، اور ایک کا رات سے ہے، دن کی عبادت روزہ ہے، رات کی عبادت تراویح ہے، تراویح اور تہجد دونوں نمازیں ایک نہیں ہیں بلکہ دونوں میں فرق ہے، دونوں علٰحدہ علٰحدہ نمازیں ہیں تہجد ایک مستقل نماز ہے، اسکی مشروعیت قرآن پاک سے ہے، جو کہ پورے سال پڑھی جاتی ہے، اور تراویح بھی مستقل نماز ہے، جو کہ صرف رمضان میں پڑھی جاتی ہے، اسکی مشروعیت حضورﷺ سے ہے، اس سلسلہ میں حضرت حکیم الامت نوراللہ مرقدہٗ کا ارشاد گرامی مشعل راہ ہے۔ (ادارہ)

تراویح و تہجد میں فرق

ارشاد فرماتے ہیں میرے پاس ایک خط آیا ہے کہ تراویح یہ وہی تہجد ہے جو پچھلی رات کو پڑھی جاتی تھی۔اس نے یہ صورت اختیار کرلی ہے میں نے لکھا کہ دلیل سے ثابت ہے کہ تہجد اور ہے اور تراویح اور ہے چنانچہ تہجد کی مشروعیت حق تعالیٰ کے کلام سے ثابت ہوتی ہے

یا ایھا المزمل قم اللیل الا قلیلا نصفه اوانقص منہ قلیلا او زد علیه

ورتل القرآن ترتیلا (اے کپڑوں میں لپٹنے والے رات کو نماز میں کھڑے رہا کرو مگر تھوڑی سی رات یعنی نصف رات کہ (اس میں قیام نہ کرو بلکہ آرام کرو یا اس نصف سے کسی قدر کم کر دیا نصف سے کچھ بڑھا دو اور قرآن کو خوب صاف صاف پڑھو۱۲) اس کی دلیل ہے پھر دوسرا رکوع گیارہ بارہ مہینے میں نازل ہوا جس کا حاصل اس فرضیت کا منسوخ کر دینا ہے اور تراویح کی نسبت حضور ﷺ فرماتے ہیں **سننت لکم قیامه**" (میں نے تمہارے لئے اس میں تراویح مسنون کی ہے۔ اگر یہ تہجد ہے تو اس کو حضور ﷺ اپنی طرف کیوں منسوب کیا۔ اس سے لازم آتا ہے کہ جو خدا کی طرف منسوب ہے وہ حضور ﷺ اپنی طرف منسوب فرماتے ہیں لہذا معلوم ہوا کہ تہجد اور ہے جس کی مشروعیت حق تعالیٰ کے کلام سے ثابت ہوتی ہے اور تراویح اور ہے جس کی سُنیت حضور ﷺ کے ارشاد سے ثابت ہوتی ہے اور بڑی بات یہ ہے کہ تعامل اُمت نے دونوں میں فرق کیا ہے۔

تعداد تراویح

ایک شخص دہلی کے نئے مجتہدین سے آٹھ تراویح سنکر مولٰنا شیخ محمد صاحبؒ کے پاس آئے تھے اور اُنہیں تردّد تھا کہ آٹھ ہیں یا بیس مولانا نے فرمایا کہ بھئی سُو اگر محکمہ مال سے اطلاع آئے کہ مالگذاری داخل کرو اور تمہیں معلوم نہ ہو کہ کتنی ہے تم نے ایک نمبردار سے پوچھا کہ میرے ذمّے کتنی مالگذاری ہے اُس نے کہا آٹھ روپے پھر تم نے دوسرے نمبردار سے پوچھا اس نے کہا بارہ روپے اس سے تردّد بڑھا تم نے تیسرے سے پوچھا اس نے کہا بیس روپے تو اب بتاؤ تمہیں کچہری کتنی رقم لے کر جانا چاہیئے انہوں نے کہا صاحب بیس روپے لیکر جانا چاہیئے اگر اتنی ہوئی تو کسی سے مانگنا نہ پڑے گی اور اگر کم ہوئی تو رقم بچ رہے گی۔ اور اگر میں کم لے کر گیا اور وہاں ہوئی زیادہ تو کس سے مانگتا پھروں گا۔ مولٰنا نے فرمایا بس خوب سمجھ لو اگر وہاں بیس رکعتیں طلب کی گئیں اور ہیں تمہارے پاس آٹھ تو کہاں سے لا کر دو گے اگر بیس ہیں اور طلب کم کی ہے تو بچ رہیں گے اور تمہارے کام آئیں گے کہنے لگے ٹھیک ہے سمجھ میں آ گیا اب میں ہمیشہ بیس رکعتیں پڑھا کرونگا۔ بس بالکل تسلّی ہوگئی سبحان اللہ کیا طرز ہے سمجھانے کا حقیقت میں یہ لوگ حکمائے اُمت ہوتے ہیں۔ (برکات رمضان ۸۶ ۔ ۸۹)

معارف ابرار

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہٗ

روزہ ایک خاص عبادت ہے

ارشاد فرمایا جیسے نماز دین کا ایک ستون ہے، زکوٰۃ ایک ستون ہے، اسی طرح ایک ستون روزہ بھی ہے روزہ جو ہے یہ ایک خاص عبادت ہے، کیونکہ اور عبادتوں کا تو پتہ چل جاتا ہے، جیسے زکوٰۃ دیتے وقت پتہ چل جاتا ہے کہ نہیں؟ حج کا احرام باندھتے ہی پتہ چل جاتا ہے، اور نماز کا بھی پتہ چل جاتا ہے کہ اس نے نماز پڑھی ہے لیکن اگر روزہ رکھا ہو تو پتہ نہیں چلتا ہے، اگر کوئی روزہ دار نہ بھی ہو، اور وہ کہے کہ میں روزہ دار ہوں تو اسے جھٹلا نہیں سکتے، روزہ دار ہونے یا نہ ہونے کی بجز اللہ کے کسی کو خبر نہیں ہوتی۔

کام دو وجہوں سے ہوتا ہے

یہ روزہ وہی رکھے گا جس کو اللہ تعالیٰ سے محبت یا اس سے ڈر ہو، کیونکہ کام دو وجہوں سے ہوتا ہے یا تو انڈے ملیں گے کھانے کے لئے، اگر کام نہیں کریں گے تو پھر ڈنڈے ملیں گے۔ کام یا محبت کی وجہ سے ہوتا ہے یا خوف کی وجہ سے، روزہ نہ رکھیں گے تو اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائیں گے کہ جیل خانہ میں نہ بھیج دیے جائیں، تو روزہ وہی رکھے گا جس کو اللہ تعالیٰ سے پوری محبت ہو یا اللہ تعالیٰ سے پورا ڈر ہو، بعض لوگ روزہ رکھتے ہیں مگر ان سے بعض گناہ بھی ہو جاتے ہیں تو یہ نشانی ہے کہ ان میں محبت یا ڈر کی کمی ہے، جتنی محبت یا ڈر ہونا چاہیئے اگر اتنا دونوں ہوں تو پھر بھائی گناہ نہیں ہوتے۔

روزہ کی خاصیت

روزہ کی خاصیت یہی ہے کہ اگر ڈر کم ہو، اللہ کا خوف کم ہو تو اس کو بھی بڑھا دے، اور اگر اللہ کی محبت میں کمی ہو تو اس کو بھی بڑھا دے، عظمت و محبت کے کام کرنے سے عظمت و محبت پیدا ہوتی

ہے، ہر چیز کا اثر پڑا کرتا ہے، اس لئے روزہ رکھنے سے اس کا بھی اثر پڑے گا۔ لہٰذا ہمت کر کے روزہ رکھے اور گناہ سے بچے، انشاء اللہ اس کی برکت سے قوت پیدا ہو جائے گی، جب اللہ کا خوف و محبت پیدا ہو جائیں تو پھر کیا کہنا ہے، انسان ولی اللہ بن جائے گا۔ دین میں مضبوطی ہوگی، روزہ رکھنے کی وجہ سے دین میں مضبوطی پیدا ہوگی۔

گناہ ہونے پر فوراً توبہ کرے

بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ ناواقفیت کی وجہ سے انسان سے گناہ ہو جاتے ہیں اس لئے بھائی فوراً توبہ کرے، دو رکعت نماز پڑھے اور توبہ کرے، بہت عمدہ چیز ہے۔ ایسی ہی روزہ رکھے گا تو گناہ کم ہوں گے، روزہ کی برکت سے طاقت وقوت پیدا ہوگی۔

روزے سے خاص قسم کی قوت آجاتی ہے

بعض لوگ روزہ بہت پابندی سے رکھتے ہیں، کوئلہ والا انجن چلاتے ہیں مگر روزہ رکھتے ہیں، بہت سے رکشہ چلاتے ہیں پھر بھی روزہ رکھتے ہیں، مزدوری و معماری کرتے ہیں پھر بھی روزہ رکھتے ہیں، ان سے سبق لینا چاہئے۔ یہ روزہ کی برکت ہے کہ انسان کے اندر ایک خاص قسم کی طاقت و قوت پیدا ہوتی ہے۔ برے کاموں سے بچنے کی ہمت ہو جاتی ہے، اچھے کاموں کے کرنے کی قوت پیدا ہو جاتی ہے۔

رمضان میں ہر نیکی کا ثواب بڑھ جاتا ہے

ارشاد فرمایا۔ رمضان شریف میں ہر نیکی ستر گنا بڑھ جاتی ہے، تلاوت کرنے پر ایک حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں اور رمضان شریف میں جب ستر گنا زیادہ ہو جائیں گی تو حساب لگائیے کہ کتنا ثواب ملے گا، سات سو کے قریب نیکیوں کا ثواب مل جائے گا یہ کتنا بڑا انعام ہے، اور یہ کتنی بڑی نعمت ہے؟ رمضان کے روزے اگر قاعدے سے رکھ لے جیسا کہ اس کا حکم ہے تو پھر اللہ کا ولی بن جاتا ہے۔

ہر انسان کے دو دشمن ہیں

نیک کام کرنے میں انسان کے دو دشمن ہیں ایک شیطان یہ کتنا بڑا دشمن ہے؟ اور دوسرے

نفس یہ کتنا بڑا دشمن ہے؟ یہ سب سے بڑا ہے، جب نفس ٹھیک ہو جاتا ہے تو پھر اشاروں پر چلتا ہے جیسے کار اشاروں پر چلتی ہے، ایک لال بتی ہوتی ہے، ایک ہری بتی، لال بتی گناہ ہے، ہری بتی مباحات ہیں، لال بتی منکرات ہیں، اور ہری بتی معروفات ہیں، اور یہ کھلی ہوئی نشانی ہے کیونکہ دیکھ لیجئے رمضان سے پہلے مغرب میں عشا میں، فجر میں کتنے لوگ آیا کرتے تھے؟ دوسری صورت میں دیکھئے، جب رمضان کی پہلی تاریخ آئی تو تعداد بڑھ گئی ایک دشمن کے قید ہونے کی وجہ سے، اور اب دوسرے دشمن کو تابع کرنا آسان ہے کہ جب روزہ قاعدے سے رکھ لے تو ہمیشہ کے لئے دوسرا دشمن مغلوب ہو جاتا ہے یہ علاج کا طریقہ ہے۔

نیکی کا ثواب بقدر اخلاص ہوتا ہے

دنیا ہی میں دیکھو ایک بیج سے کتنے بیج تیار ہو جاتے ہیں، اسی طرح انسان کے اخلاص کے اعتبار سے اس کی نیکی بھی بڑھتی رہتی ہے، جس درجہ کا اخلاص ہوتا ہے اسی اعتبار سے نیکیاں بڑھتی رہتی ہیں، یہاں تک کہ ایک نیکی سات سو نیکیوں کے برابر ہو جاتی ہے۔

روزہ کا بدلہ میں خود دوں گا

مگر روزہ کا معاملہ اس سے بڑھ کر ہے، غور کرو اگر کوئی کسی کے پاس تحفہ بھیجے کسی کے ذریعہ تو یہ کتنی قابل قدر ہے، لیکن اگر حاکم یا افسران، وزرا خود اپنے ہاتھوں سے دے دیں تو اس کی اہمیت کتنی بڑھ جاتی۔ ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں روزے کی متعلق کہ روزہ صرف میرے لئے ہے اور اس کا بدلہ میں خود دوں گا یہ کتنی بڑی چیز ہے؟، اور یہ اس لئے ہے کہ عبادات ہیں مثلاً نماز ہے دیکھنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ نماز پڑھ رہا ہے، زکوٰۃ ہے اگر کسی کو دے گا تو معلوم ہو جائے گا کہ ہاں یہ زکوٰۃ دینے والا ہے، اور حج میں تو سب کو معلوم ہو جاتا ہے، لیکن روزے کا پتہ نہیں چلتا روزہ وہی شخص رکھے گا جس کو اللہ سے محبت ہوگی، یا اللہ کا خوف ہوگا، اس لئے روزہ کے لئے یہ خصوصی معاملہ

خیانت کے گناہ سے بچ جائے گا

ارشاد فرمایا۔ مفتی عنایت احمد صاحبؒ ہمیشہ اپنے پاس دو قلم دان رکھا کرتے تھے ایک اپنے ذاتی کاموں کے لئے، اور ایک مدرسہ کے کاموں کے لئے۔ جب کوئی ذاتی کام کرتے تھے تو وہی قلم دان استعمال کرتے جو ان کے ذاتی کاموں کے لئے تھا، اور جب مدرسہ کا کوئی کام کرتے تھے تو دوسرا مدرسہ والا قلم دان استعمال کرتے تھے، مدرسہ کے قلم دان سے ذاتی کام بھی نہیں کرتے تھے، اسی لئے ہم نے اپنے یہاں خدّامِ دفتر سے بھی یہی کہا ہے کہ آپ لوگ بطور تبرع کے روشنائی و قلم وغیرہ کا تحمل خود کریں اس کا اجر ملے گا جس کو سب نے بخوشی منظور کرلیا ہے، کہاں تک الگ الگ رکھئے گا، بس اپنا ہی قلم دان دونوں کاموں میں استعمال کریں، اس سے مدرسہ و مرکز کو فائدہ ہوگا، مدرسہ کے مفاد اور ضرورت کے لئے جو کام ہو وہ بھی چندہ ہی کی ایک صورت ہے، کیونکہ چندہ کئی طریقے سے ہوتا ہے اور دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ آدمی خیانت کے گناہ سے بچ جائے گا۔

ولایت کا مختصر راستہ

ارشاد فرمایا۔ جیسے کسی کا مکان ہو اور اسے وہاں جانا ہو تو عموماً مکان کی طرف جانے کے لئے کئی راستے ہوتے ہیں بعض تو جلدی پہنچنے کے ہوتے ہیں یعنی ان سے فاصلہ مختصر ہوتا ہے بعض دیر میں پہنچنے کے ہوتے ہیں کہ فاصلہ اس سے طویل ہوتا ہے۔ اسی طرح اللہ کا ولی بننا یہ ہر مومن کی خواہش ہوتی ہے تو ایک تو ولی بننے کا راستہ ہے طویل وہ یہ کہ احکام کی پابندی یعنی مامورات پر عمل کرنا اور ہر گناہ سے بچتے رہنا اور ایک دوسرا راستہ جو کہ نہایت مختصر ہے وہ حج اور رمضان شریف ہے، حج تو ہر ایک کو میسر نہیں ہوتا، مگر رمضان شریف یہ ہر ایک کو میسر بھی ہے اور آسان بھی ہے مگر اس کے روزے قاعدے سے رکھے۔

ذکر کا اہتمام اور گناہ سے پرہیز رکھے

رمضان شریف میں کرنے کی چیزوں میں سے ایک تو یہ ہے کہ لآ الٰہ الا اللّٰہ کی کثرت رکھے، یہ بہت آسان ہے، اور ہر ایک کو یاد بھی ہے، لہذا اس کا اہتمام رکھے، اٹھتے، بیٹھتے جب بھی

یاد آجائے اس کو پڑھتا رہے، جب بھی فرصت کا وقت ملے ذکر اللہ کا اہتمام کرے، انشاء اللہ اس کا فائدہ ہوگا، افضل ذکر تو چپکے چپکے ہی ہے، اسی طرح دعا بھی چپکے افضل ہے، اور ایک ہے چھوڑنے کی چیز وہ ہے گناہ، ویسے تو گناہوں سے بچنا یہ ہمیشہ مطلوب ہے، مگر خصوصیت کے ساتھ رمضان شریف میں اس سے بچنے کا اہتمام کرے دوسرے یہ ہے کہ کم بولے، کم بولنا یہ بھی ہمیشہ مطلوب ہے۔ مگر خصوصیت سے رمضان شریف میں اس کے اہتمام کی ضرورت ہے، کیونکہ زیادہ بولنے سے طاعت کا نور نکل جاتا ہے، انشاء اللہ ایک مہینہ اس پر پابندی کرے تو ولی بن جائے گا۔

روحانی شفاء کے لئے ماہِ مبارک ہے

رمضان شریف میں شیطان تو بند ہو جاتا ہے اور نفس تنہا رہ جاتا ہے لہذا اب اس کو روزے کے ذریعہ سے اپنا تابع بنالیا جائے، جیسے جسمانی مرض کے علاج کے لئے پہاڑوں پر چلے جاتے ہیں اور وہ آسان لگتا ہے، کوئی پریشانی محسوس نہیں ہوتی ہے اسی طرح رمضان المبارک میں روحانی مرض کی شفا کے لئے بھی اہتمام کی ضرورت ہے۔

انسان کو گناہ سے بچنا چاہئے

ارشاد فرمایا کہ انسان تقویٰ اختیار کرے جو ذریعہ رزق بھی ہے کیونکہ اس کی وجہ سے دین کے کاموں میں آسانی ہو جاتی ہے، اور جو شخص تقویٰ اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو رزق ایسی جگہ سے عطا کرتے ہیں جہاں اسے وہم وگمان بھی نہیں ہوتا ہے، اس لئے بھائی، انسان کو چاہیئے کہ گناہ سے بچے۔

تلاوتِ قرآن کا طریقہ

ارشاد فرمایا کہ رمضان میں کرنے کی چیزوں میں سے ایک یہ ہے کہ تلاوت کا اہتمام کرے، تلاوت کا مطلب ہم سمجھتے ہیں کہ ایک پارے سے انتیس پارے تک پڑھنا، بلکہ تلاوت کہتے ہیں کہ قرآن پاک کا پڑھنا، اب مان لو ایک شخص ہے وہ پورا قرآن نہ پڑھا ہو یا چند سورتیں پڑھی ہیں یا یاد ہیں تو اسے جو سورتیں یاد ہیں انھیں پڑھ لے تو یہی اس کی تلاوت ہوگی ایک دفعہ قل ھو اللّٰہ،

سورۂ فلق، سورۂ ناس فجر کے بعد پڑھ لے تو حفاظت رہتی ہے، یٰسین شریف پڑھ لے تو دن بھر کے کاموں میں آسانی اور سہولت ہو جاتی ہے۔

حفظِ قرآن کا آسان طریقہ

ارشاد فرمایا کہ قرآن پاک یاد کرنے کا ایک آسان طریقہ یہ ہے کہ ہر دن ایک آیت یا ایک لفظ پڑھ لے، یا یاد کرلے، مراکش میں یہی طریقہ ہے کہ لوگ نماز پڑھ کر بیٹھے رہتے ہیں امام ایک آیت پڑھا دیتا ہے اس طریقہ سے وہاں لوگ قرآن پاک حفظ کر لیتے ہیں، وہیں مسجد میں آدھا گھنٹہ دے دیتے ہیں، اور پڑھ لیتے ہیں کوئی دس منٹ دے دیتا ہے، جس کو جتنی گنجائش ہوتی اس لحاظ سے وقت دے دیتا ہے، اس طرح وہاں پر لوگ جو کہ ضروری سورتیں ہیں نماز وغیرہ کے لئے وہ اب اس طریقہ سے یاد کر لیتے ہیں وہاں سوفی صد نماز پڑھنے والے ہیں، اور جو نماز پڑھتے ہیں وہ سب مسجد میں آتے ہیں، وزیر ہوگا تو بھی مسجد میں آئے گا، یہ دین کی اہمیت کی وجہ سے ہے جہاں اس کا اہتمام ہوتا ہے وہاں ایسا ہوگا ہی۔

روزے کی روحانی وجسمانی فوائد

ارشاد فرمایا کہ جس طرح روزہ گناہوں سے بچاتا ہے جو کہ باطنی بیماریاں ہیں اسی طرح بہت سی جسمانی بیماریوں سے بھی بچاتا ہے، کیونکہ زیادہ تر بیماریاں کھانے پینے کی بے احتیاطی سے ہوتی ہیں روزے سے ان میں کمی ہوگی، اس لحاظ سے بیماریاں بھی کم ہوں گی۔

افطار کے وقت دعا کا اہتمام رکھا جائے

ارشاد فرمایا کہ افطار کے وقت خصوصیت کے ساتھ دعا کا اہتمام رکھا جائے، اپنے لئے اور سارے لوگوں کے لئے یہ دعا کرلیا کرے کہ اے اللہ ہمارے تمام مقاصد اور ہر مؤمن کے تمام مقاصد کو پورا فرما، کتنی مختصر سی دعا ہے، اتنی مختصر دعا میں چند سیکنڈ لگتے ہیں، اور ساری دنیا کے لوگوں کے لئے دعا ہوگئی، ہماری حفاظت فرما اور ہر مؤمن کی حفاظت فرما، ہمارے گناہوں کو معاف فرما اور ہر مؤمن کے گناہوں کو معاف فرما، تو حاصل یہ کہ دعا میں اپنے ساتھ دوسروں کو بھی شامل کرنا چاہیئے۔ (مجالس محی السنہ ۳۸/ ۵۲)

روزہ کی حقیقت اور اسکی خصوصیات و برکات

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قدس سرہٗ

دین کے بارے میں آدمی کے چار دشمن ہیں جو دین پر قائم نہیں رہنے دیتے۔ سب سے پہلے دشمن تو انسان کا نفس ہے جو اندر موجود ہے اور وہ بالطبع جاہل ہے اور وہ محل ہے جذبات اور خواہشات کا۔ اسلئے خواہشاتِ نفس اور ہوائے نفس میں مبتلا ہو کر آدمی دین کو چھوڑ دیتا ہے اس کے بارے میں حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ **ان اعداء عدوك الذی بین جنبیك** یعنی سب سے بڑا تمھارا دشمن وہ ہے جو تمہارے پہلوؤں کے درمیان بیٹھا ہوا ہے یعنی تمھارا نفس۔

مثل مشہور ہے کہ۔ ''آدمی کا آپا بُرا۔'' یعنی آدمی خود اپنا دشمن ہے تو انھیں خواہشات میں مبتلا ہو کر آدمی دین سے الگ اور بیزار ہوتا ہے تو یہ دشمن اندرونی دشمن ہے۔ اور بیرونی دشمن شیطان ہے جس کے بارے میں ایک جگہ فرمایا گیا

ان الشیطٰن لکم عدو فاتخذوہ عدوا۔ ط یعنی شیطان تمہارا دشمن ہے اُسے دشمن ہی سمجھو۔ اس سے دوستی مت کرو یعنی سانپ بچھو سے تو دوستی ہو سکتی۔ مگر شیطان سے نہیں ہو سکتی اسلئے کہ یہ زیادہ سے زیادہ کاٹ کھائیں گے مگر شیطان انسان کی جان اور اس کی عزت اور آبرو کا دشمن ہے اور اس کے مال کا بھی دشمن ہے وہ ہمیشہ ایسی ہی چیزیں پیدا کرتا ہے کہ جس سے آدمی ذلیل ہو جائے تیسرے دشمن کفار ہیں جو دین کے بارے میں شکوک اور طرح طرح کے وساوس و اعتراضات پیدا کرتے ہیں۔ جب آدمی کے اندر علم کم ہوتا ہے تو وہ ان اعتراضات و شکوک میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور معاذ اللہ وہ دین میں کچھ خرابی محسوس کرنے لگتا ہے۔

اور چوتھے دشمن منافقین ہیں کہ نام تو اسلام کا لیتے ہیں اور پھر اسلام کی تخریب کرتے ہیں اسی لیے ان کو اعداء اللہ کہا گیا ہے تو جب یہ اللہ کے دشمن ہیں تو دین کے بھی دشمن ہیں۔ اور جب دین کے دشمن ہیں تو دینداروں کے بھی دشمن ہیں اس لئے وہ دینداروں کو نہیں چاہتے کہ وہ کسی طرح سے

اپنے دین پر قائم رہیں تو ان میں حسد اور عناد و بغض ہے۔ اس لیے وہ نہیں چاہتے کہ مسلمانوں کو کوئی وقار یا اقتدار نصیب ہو اور دین ان کا باقی رہے وہ رات دن اس کی تخریب کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔

اِن چار دُشمنوں کے آلۂ کار

انسان کے چار دشمن ہیں اور ہر دشمن کے آلۂ کار بھی ہیں۔ ایک دشمن نفس ہے اس کا آلۂ کار ہوائے نفس ہے۔ یعنی وہ خواہشات جن سے وہ برائی میں مبتلا ہوتا ہے اور دوسرا دشمن شیطان ہے اس کا آلۂ کار تصویر اور تزئین ہے اس کے بارے میں فرمایا گیا ہے **وزین لھم الشیطٰن ما کانوا یعملون ہ** کہ برائیوں کو ایسا خوشنما اور لذیذ بنا کر پیش کرتا ہے کہ آدمی خواہ مخواہ اس میں مبتلا ہو جائے اگر کبھی توبہ کی طرف توجہ ہوئی اور آدمی نے چاہا کہ توبہ کرے تو شیطان وسوسہ ڈالتا ہے کہ ابھی توبہ کرنے کا وقت آیا نہیں ہے بعد میں دیکھی جائے گی کیا ضروری ہے کہ آج ہی توبہ ہو۔ آج نکل گیا کل آیا تو پھر وسوسہ ڈالا کہ ابھی تو موت کے آثار معلوم نہیں ہوتے ہیں ابھی تو نوجوانی ہے رنگ رلیاں منانے کے دن ہیں جب موت کے آثار ظاہر ہوں گے تو توبہ کرلیں گے۔

اسی طرح آجکل کے وعدہ میں نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ توبہ نصیب نہیں ہوتی اور موت آجاتی ہے۔ اور کفار کا آلۂ کار ہے تشکیک یعنی دلوں کے اندر شکوک و شبہات پیدا کر دینا اور اصل دین سے بدظن بنا دینا۔ اور ایسی چیزیں لا کر پیش کرنا کہ جو عوام کے سمجھنے کی نہیں ہیں تو ان توہمات میں مبتلا کر دینا۔ معاذ اللہ دین میں خرابی ہے اور منافقین جو اسلام کا نام لے کر تحریف کرتے ہیں ان کا آلۂ کار ہے۔ تلبیس ایسی لطف اور جاہلانہ تاویلات کہ جس سے جاہل بدعقیدگی میں مبتلا ہو جائے تو منافقین کا آلۂ کار تلبیس ہے یعنی باطل کو حق کی صورت میں پیش کرنا۔ لہذا جن لوگوں میں معرفت کی کمی ہوتی ہے وہ مبتلا ہو جاتے ہیں۔ تو یہ چار دشمن ہیں جو دین پر قائم رہنے نہیں دینا چاہتے۔

تو ماہ رمضان المبارک میں ان چاروں پر پابندی عائد ہو جاتی ہے نفس کی خواہشات تو اسی وقت ظاہر ہوں گی۔ جب کے پیٹ بھرا ہوا ہو۔ اس واسطے حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ اگر

آدمی نوجوان ہو اور پاس میں کچھ نہ ہو یعنی نکاح نہ کرسکتا ہو اور اندیشہ ہو کہ بدکاری میں مبتلا ہو جائے گا تو روزے رکھے کیونکہ روزے رکھنے سے وہ جو قوت شہوانی کا ہیجان ہوتا ہے وہ گھٹ جاتا ہے یا تو اعتدال پیدا ہو جاتا ہے یا قوت شہوانی مضمحل ہو جاتی ہے تو اس کے نتیجہ میں بدی کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا۔

اب شیطان رہ گیا جو بیرونی دشمن ہے اس کے بارے میں فرمایا گیا۔ کہ صفدت الشیطان یعنی رمضان میں شیاطین بند کردیئے جاتے ہیں یعنی ان کو چھوٹ نہیں رہتی کہ جس طرح چاہیں تشویش پیدا کریں۔ اس واسطے کہ شیطان جو اثر ڈالتا ہے وہ انسان کے جذبات کو آلۂ کار بناتا ہے اور جب جذبات ہی مضمحل ہو گئے تو وہ لاکھ وسوسہ ڈالے وہ جذبہ اُبھرے ہی گا نہیں۔ اور جب آدمی بھوکا پیاسا ہے تو مجلس آرائی کہاں سے ہوگی۔ اور منافقین سے بھی سابقہ کم پڑے گا تو اس کا بھی راستہ بند ہوا تو رمضان آکر چاروں دشمنوں کو مغلوب کر دیتا ہے اور جب یہ مغلوب ہو گئے تو نفس کمزور ہو گیا اور نفس جتنا کمزور ہوگا روح میں اتنی ہی قوت پیدا ہوگی۔ جب نفس کی خواہشات میں کمزوری آتی ہے تو آدمی روحانیت کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور عبادت اور طاعت کرتا ہے۔

جیسا مثل مشہور ہے کہ رمضان کے نمازی مشہور ہیں۔ سال بھر نماز نہیں پڑھیں گے مگر رمضان میں چار ٹکر ضرور مارلیں گے۔ اس واسطے کہ اُدھر سے تو راستے بند ہو گئے تو ادھر ہی کو سوجھتی ہے تو نفس جتنا ہی مضمحل ہوگا روح میں اتنی ہی قوت پیدا ہوگی۔ اور نفس جتنا ہی قوی ہوگا روح اتنا ہی کمزور ہو جائیگی ان میں ایسا ہی جوڑ ہے کہ جیسے ترازو کے دو پلڑے ایک کو جھکاؤ تو دوسرا اوپر آجائے گا۔ اور اس کو جھکاؤ تو دوسرا اوپر آجائے گا تو نفس کی خواہشات اگر غالب ہوں گی تو روح کے تقاضے مغلوب ہو جائیں گے اور روح کے تقاضے اگر غالب ہوں گے تو نفس کے تقاضے کمزور ہو جائیں گے۔ شیطان آکر جبھی اثر ڈالتا ہے کہ اندر تاثر کا مادہ موجود ہو اور اندر تاثر اسی وقت ہوگا جبکہ اندر خواہشات غالب ہوں۔ اب اگر کوئی شیطان کی پیروی کرتے کرتے خود ہی شیطان بن جائے وہ دیگر بات ہے۔ اسی واسطے قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے کہ من شھد منکم الشھر

فلیصمه یعنی جب تمہارے اوپر رمضان آجائے تو تم روزہ رکھو۔ یہ نہیں کہا کہ جب تم رمضان پر پہنچ جاؤ تو روزہ رکھو۔ اگر یہ ہوتا کہ آدمی پہنچا تو وہ اپنی کوٹھری میں بند رہتا ہے اور روزہ تک پہنچا تو رمضان خود آتا ہے اور جب آتا ہے تو اس کے اثرات سے خواہشات مغلوب ہو جاتی ہیں۔ اور اس مغلوبیت سے شیطان کا اثر بھی کم ہوتا ہے تو رمضان کی پہلی برکت تو یہ ہوئی کہ ایک تقاضہ مغلوب ہوا اور دوسرا تقاضا اُبھر گیا۔

شریعتِ اسلام کا منشاء یہ ہے کہ جب ایک مہینہ تک وقت کی پابندی کے ساتھ کھانا پینا بند کر دو اور نمازیں وقت پر پابندی کے ساتھ پڑھو اور جو اس کے آداب ہیں انھیں بجالاؤ۔ تو معلوم ہوا کہ ایسی زندگی ممکن اور زیرِ عمل آچکی۔ تو شوال اور ذی قعدہ میں اس کی طرف توجہ کیوں نہیں کرتے۔

مطلب یہ ہے کہ ان اثرات کو باقی رکھو جو رمضان نے تمہارے اندر پیدا کیا ہے۔ اور ان سے کام لو اور یہ موقوف ہے اپنی ہمت پر۔ اسی واسطے شریعت نے جہاں ایک مہینے کا روزہ فرض کیا وہاں کچھ نفلی اور مستحبات روزے بھی رکھے ہیں کہ ہر مہینے میں کم سے کم تین روزے تیرہویں اور چودھویں اور پندرھویں کو رکھے۔ اور شریعت کا وعدہ ہے کہ **الحسنة بعشر امثالها** یعنی ایک نیکی دس نیکی کے برابر ہوگی۔ مطلب یہ ہوا کہ تین دن کے روزے کا ثواب ایک مہینہ کا مل گیا۔ تو تین ہی دن روزہ رکھنے سے پورے مہینے کے روزہ کا ثواب مل گیا۔ اس سے رمضان کے اثرات کی تجدید ہوتی رہے گی۔

جب سُستی پیدا ہوئی تو پھر اگلے مہینہ میں تین روزہ رکھ لیے اگر سال بھر اس طرح گذار دیا جائے تو رمضان کے اثرات کی تجدید ہوتی رہے گی اور وہ اثرات باقی رہیں گے تو دکھلایا یہ گیا کہ ایک مہینہ جب تم نے عمل کیا اور اس کے اثرات و برکات دیکھے تو اُنھیں محفوظ رکھو یہ ناممکن چیز نہیں کہ تم یہ کہہ کر ٹال دو کہ یہ تو مشکل اور محال ہے۔ اگر محال ہوتا تو رمضان میں بھی پُورا کرنا محال ہوتا اور اگر بلفرض کسی نے ایسا بھی نہ کیا تو پھر کچھ نہ کچھ رمضان کے اثرات اس پر رہتے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ **رمضان الیٰ رمضان کفارۃ لما بینهما**۔ یعنی ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک جو بدیاں ہیں وہ دونوں رمضان مٹا دیتے ہیں۔ مگر اس میں بھی

شرط ہے وہ یہ ہے کہ دل میں رمضان کی لگن رہے جب رمضان گزر جائے تو آدمی یہی سوچتا رہے کہ بڑا برکت کا مہینہ ہاتھ سے چلا گیا خدا کرے کہ پھر آجائے اور کسی طرح سے گیارہ مہینے پُورے ہوں اور پھر رمضان شریف آجائے۔ جب یہ نیت اور لگن ہوگی تو اس کے اثرات باقی رہیں گے اور اگلے اثرات اس کے لئے مبادی اور مقدمات بن جائیں گے اور یہ دونوں چیزیں ملکر بیچ کے گناہ کو مٹادیں گی۔

معلوم ہو کہ رمضان کی برکات سے بدیاں مٹتی ہیں تو ایک برکت تو یہ ہوئی کہ آدمی صالح بن گیا۔ اور دوسری برکت یہ ہوئی کہ درمیان کے گناہ اگلے سال کے رمضان کے آنے تک مٹ جائیں گے۔ مگران برکات کو قائم رکھنا یہ آدمی کی توجہ پر موقوف ہے ایسا ہرگز نہ ہوگا کہ وہ برکتیں اُترتی رہیں اور ہم دھکیلتے رہیں اور پھروُہ آجائیں حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔

کیا ہم اپنی رحمت تمہاری کمر سے چپکادیں گے اور تم بھاگے چلے جارہے ہوگے بلکہ تم محتاج ہو تم کو ہزار دفعہ ضرورت ہو تو توجہ کر دینے کے لیے ہم تیار ہیں مگر توجہ کرنا تمہارے لیے شرط ہے۔ انسان کی ہر قوت میں یہی ہے آنکھ کے اندر دیکھنے کی طاقت ہے لیکن خود بخود نہیں دیکھے گی۔ بلکہ جب آدمی کسی چیز کے دیکھنے کی کوشش کریگا۔ جبھی وہ چیز آنکھ کے سامنے آئے گی۔ اگر آنکھ بند کئے ہوئے ہو تو آنکھ کے اندر لاکھ قوت ہو آنکھ کے اندر کچھ بھی نظر نہیں آئے گا۔ کانوں میں سننے کی طاقت ہے مگر کان لگانا شرط ہے۔ کان لگاؤ جبھی تو بات سننے میں آئیگی۔ اگر کان ہی نہ لگاؤ تو کوئی بات سننے میں نہیں آئیگی بدن کے اندر قوت لامسہ ہے۔ چیزوں کی نرمی گرمی اور سختی سب محسوس کرتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ ہاتھ لگاؤ۔ لیکن اگر ہاتھ ہی نہ لگاؤ تو وہ قوت اپنے اندر رکھی رہے گی۔ ہر قوت کا خاصہ یہی ہے کہ اس کے استعمال کی طرف توجہ ہو۔

بہر حال یہ ظاہر ہے کہ رمضان نے برکات پیدا کر دیئے مگران کا بقا آپ کی توجہ پہ موقوف ہوگا۔ ایسا نہیں ہوگا کہ آپ نہ چاہیں اور زبردستی وہ برکتیں ٹھوس دی جائیں۔

لہٰذا اس کی برکت صرف اسی مہینے تک محدود نہیں ہے بلکہ آگے بھی چلتی ہے اس کا بقا اور عدمِ بقا آپ کی ہمت پر موقوف ہے لہٰذا جو سوال کیا گیا کہ آیا یہ رمضان کی خاصیت ہے کہ اس کی وجہ سے

آدمی گناہ سے بچتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ کثرتِ عبادت خود رمضان کی خاصیت ہے وہی رمضان کی خاصیت ہے برکات نے اسمیں کثرتِ عبادت کا جذبہ پیدا کردیا۔ اور کثرتِ عبادت نے کثرتِ معصیت کو روک دیا۔ باقی یہ کہ یہ برکت رمضان میں کیوں ہے تو یہ حق تعالیٰ کی دی ہوئی ہے اسلئے ایک اصول بیان کردیا گیا قرآن کریم میں کہ وربك يخلق ما يشآءُ ويختار یعنی اللہ تعالیٰ چیزوں کو پیدا کرتا ہے اوران میں سے کسی چیز کو چھانٹ لیتا ہے تو راتیں بنائی ان میں سے لیلۃ القدر کا انتخاب کرلیا وہ اپنی رات بنالی اور دن بنائے ان میں سے جُمعہ کا انتخاب کرلیا۔ مہینے پیدا کیئے ان میں سے رمضان کو چھانٹ لیا۔ آسمان کو پیدا کیا ان میں سے ساتویں آسمان کو چھانٹ لیا کہ وہ بنیاد ہے جنت کی اور زمین پیدا کی ان میں سے خانۂ کعبہ کو اپنے لیے انتخاب کرلیا وہ تجلّی گاہ ربانی ہے۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت ہے۔ لہذا اسکی قدر کرنی چاہیئے۔

رمضان شریف میں برکت کا ہونا لازمی ہے۔ برکات ذاتی بھی ہیں۔ اور واقعات بھی ایسے ہیں کہ جس سے برکتیں بڑھ گئیں۔ مثلاً نزول قرآن ہے اس میں لیلۃ القدر ہے پھر اس میں ملائکہ کا نزول ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جب لیلۃ القدر ہوتی ہے تو جبرئیلؑ لاکھوں ملائکہ کے جلوس کے ساتھ دنیا میں اُترتے ہیں اور جو حضرات اس رات کو عبادت میں مشغول ہوتے ہیں ان کے قلوب پر سکون واطمینان اور ٹھنڈک وبشاشت اُتارتے ہیں یہ رمضان کی خصوصیت ہے دیگر مہینوں میں یہ خصوصیت نہیں ہے اسکو دوسرے لفظوں میں آج کل کی اصطلاح میں یوں کہا جائے کہ بادشاہوں کی جب سالگرہ کا دن آتا ہے تو دربار منعقد ہوتے ہیں نذریں قبول کی جاتی ہیں انعامات دیے جاتے ہیں۔ جاگیریں تقسیم ہوتی ہیں ہزاروں قیدی رہا کئے جاتے ہیں عہدے الگ دیے جاتے ہیں بادشاہ کی طرف سے اجازت ہوتی ہے کہ ہر کس وناکس آئے اور اپنی اپنی مراد مانگے کیونکہ یہ سالگرہ کا دن ہے۔

رمضان شریف، حقیقت قرآن مجید کی سالگرہ کا دن ہے۔ قرآن رمضان المبارک میں اُترا ہے تو ہر رمضان میں سالگرہ ہوتا ہے۔ جبرئیلؑ پورے شان وشوکت سے اُترتے ہیں اور ملائکہ کو لے

کر دنیا میں آتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے وللہ عتقاءُ من النار۔ ہزاروں آدمی جہنم سے بری کیئے جاتے ہیں۔ جن جن قلوب میں صلاحیت ہے۔ اللہ ان صلاحیتوں کو دیکھتے ہیں اور ہزاروں کو جہنم کے عذاب سے بری کر دیتے ہیں۔ رمضان شریف میں ایک منادی ملائکہ میں سے اعلان کرتا ہے یا باغی الخیر اقبل یا باغی الشر اقصر اے خیر کے طلب کرنے والے جلد آ خیر طلب کر۔ کیونکہ یہ موقع ہے خیر کے طلب کرنے کا۔ اے شر سے بچنے والے رک جا شر سے یہ موقع ہے شر سے بچنے کا۔ معلوم نہیں یہ مہینہ تیرے اوپر آئے یا نہ آئے اس مہینے کی خصوصیت ہے کہ کتنے لوگ جن پر عذاب ثابت ہو چکا ہے وہ بھی آزاد کر دیئے جاتے ہیں۔ تو رمضان سالگرہ کا دن ہے اور سالگرہ میں یہی ہوتا ہے کہ انعامات تقسیم ہوں قیدیوں کو رہا کر دیا جائے تو دنیا والوں میں تو انعام ظاہری ہوتا ہے دولت اور جائیداد کا اور اللہ کے یہاں انعام ہوتا ہے قلبی دولت کا یعنی اطمینان وسکینت عطا کرنا اور غمِ دنیا کا دل سے نکال ڈالنا۔ یہ انعاماتِ خداوندی ہیں جو باطنی ہیں اور اہلِ باطن پر آتی ہیں۔ دنیا میں جیسے دربار منعقد ہوتے ہیں۔ فوجیں سلامی دیتی ہیں۔ اور وہاں معنوی دربار منعقد ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے جنود میں ملائکہ ہیں وہ اُترتے ہیں۔ مگر وہ غیبی چیزیں ہیں ان کا تعلق اہلِ باطن سے ہوتا ہے جو اہلِ باطن پر اُترتی ہیں۔ اور وہ اسکو محسوس کرتے ہیں۔ اگر کوئی بہت ہی بے حس ہو تو الگ بات ہے ورنہ اس کو خود حس ہوتی ہے کہ میں کتنی برکات میں ہوں اور قلب میں کیسا سکون ہے اس کو اطمینان ہوتا ہے یہ ذکر اللہ کی برکات ہوتی ہے۔

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب

تو رمضان شریف میں مختلف قسم کی برکات ہیں۔ ظاہری بھی اور باطنی بھی۔ جیسے حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ **للصائم فرحتان فرحة عند الافطار وفرحة عند لقاء الرحمٰن ،**

روزہ دار کو دو فرحتیں نصیب ہوتی ہیں مادی فرحت تو یہ ہے کہ جب افطار کرتے ہیں تو مسرّت کی عجیب کیفیت ہوتی ہے۔ دن بھر کے بھوکے ہوتے ہیں جب افطار سامنے آتا ہے تو نہایت فرحت

حاصل ہوتی ہے اگر بھوک نہ ہو اور کھانا کھائے تو غذا بدن کو لگتی نہیں اور اگر کافی بھوک ہو اور پھر سیر کھائے تو بدن کو لگتی ہے اور رات کو نماز تراویح کے لئے جب کھڑے ہوتے ہیں اور کلامِ خداوندی سنتے ہیں تو اس وقت قلب کی دوسری کیفیت ہوتی ہے تو مادی فرحت بھی ہے اور روحانی فرحت بھی۔

اب ان کا باقی رکھنا یہ آدمی کی ہمت پر ہے۔ مثلاً بادشاہ نے جاگیر دیدی تو جاگیر کا سنبھالنا تو آپ کا کام ہوگا کہ اس کے لئے نظم کرے تاکہ عمر بھر فائدہ اُٹھائے اور اگر عیاشی میں ساری جائداد اُڑا دی تو چند دن میں جائداد ختم ہو جائے گی۔ اور وہ بھوکا مرے گا تو بادشاہ نے جاگیر دیدی لیکن جاگیر کا سنبھالنا یہ جاگیردار کا کام ہے۔ ایسا نہ ہو کہ بادشاہ کی طرف سے عتاب ہو جائے کہ ہم نے ایک دولت دی تھی اور تم نے ضائع کر دی تو ضائع کرنے پر اُلٹا مواخذہ کا ہی خطرہ ہے۔

اسلئے رمضان شریف کے مہینے میں جس قدر ممکن ہو تلاوت کی جائے اور اہل اللہ کے حالات کا مطالعہ کیا جائے اور نوافل کی کثرت اور توجہ الی اللہ یہی رمضان کے مشاغل ہیں۔ اگر ایسا کیا جائے تو رمضان کی برکات حاصل ہوں گی۔ اور اگر نہ کیا تو رمضان آیا اور چلا گیا آدمی جیسا تھا۔ ویسا ہی رہا کیونکہ اس نے رمضان کی قدر نہ کی۔ (مجالس حکیم الاسلام ۲۶۹/۲۷۹)

اسلئے ہم سبکو اسکی قدر کرنا چاہئے، فکر سے کام لیتے ہوئے اعمال صالحہ اور نیکیوں کا اہتمام کرنا چاہئے۔

یکے بعد دیگرے حج و عمرہ برکت کا ذریعہ ہے

دلیل: امام ترمذی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تابعو ابین الحج و العمرة فانهما ينفيان الفقر و الذنوب كما ينفى الكير خبث الحديد والذهب والفضة." (جامع الترمذی ۳/۴۰۴)

ترجمہ: ''حج اور عمرے کو ایک دوسرے کے بعد ادا کیا کرو، کیونکہ وہ دونوں غربت اور گناہوں کو اس طرح دور کرتے ہیں جیسے بھٹی لوہے، سونے اور چاندی کے زنگ دور کرتی ہے۔''

رمضان شریف کے متعلق خصوصی ہدایات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب نوراللہ مرقدہٗ

(۱) کثرت کلمہ طیبہ (۲) کثرت استغفار (۳) جنت کا سوال کرنا (۴) دوزخ سے پناہ مانگنا (۵) تلاوت کلام پاک جس قدر ہو سکے، اور درود شریف کم از کم تین سو مرتبہ زیادہ جس قدر ہو سکے بہت ہی اچھا ہے (۶) تکبیر اولیٰ بالخصوص جماعت کا بہت زیادہ اہتمام کرنا (۷) تراویح کے لئے عشاء کی جماعت کے وقت سے قبل حاضر رہنا (۸) اوقات فرضیت کو مسجد میں بہ نیت اعتکاف گذارنا (۹) حسب گنجائش صدقہ و خیرات کرنا (۱۰) فضول باتوں سے بہت اہتمام سے بچنا، بلاضرورت شدید دنیوی بات بھی نہ کرنا (۱۱) ہر گناہ سے بچنا بالخصوص سنیما، بدنگاہی، غیبت جوا (لاٹری) ریڈیو پر گانے باجے سننے، شرعی پردہ نہ گالی گلوج، لڑائی جھگڑا کرنے، داڑھی منڈوانے یا ایک مشت سے کم ہونے پر کترانے سے، بہت احتیاط کرنا، ورنہ ایسے روزے کی قدر اللہ کے یہاں نہیں ہے ایسے روزے سے انعام وفوائد روزے کے حاصل نہیں ہوتے، حدیث پاک میں ہے روزہ جہنم سے ڈھال ہے جب تک اس کو نہ پھاڑے، ڈھال پھاڑنا یہ ہے کہ گناہ کا ارتکاب کرے۔ (مشکوٰۃ شریف)

تنبیہ: یہ سوچنے کی ضرورت ہے کہ روزہ میں کھانا پینا جو انسان کے لئے بہت اہم ہے، اس کو چھوڑ دیا گیا، بیڑی، سگریٹ، حقہ، پان، تمبا کو جس کی نوبت کتنی مرتبہ آتی تھی، محض تعمیل حکم کے لئے اور روزے کے برکات وفوائد حاصل کرنے کے لئے ان کو چھوڑنے کی مشقت کو برداشت کیا جاتا ہے تو جو باتیں ممنوع و قابل ترک ہیں ان کو روزے میں برتا جائے تو کس قدر نامناسب و نازیبا بات ہوگی، حدیث پاک میں ارشاد ہے **من لم یدع قول الزور والعمل به لیس لله حلجة فی ان یدع طعامه و شرابه** (مشکوٰۃ شریف) جو شخص گناہ کی بات اور عمل روزے میں نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کا کھانا پینا چھوڑنے کی کوئی قدر نہیں، ہمت کرنے سے مشکل سے مشکل کام میں منجانب اللہ مدد ملتی ہے، ایک صاحب جو بیس سے زیادہ سگریٹ دن بھر میں پیتے تھے، یہ سننے پر کہ اسی زبان و دانت و تالو سے قرآن شریف کی تلاوت کی

جاوے اور ذکر اللہ کیا جاوے اور اسی کو سگریٹ کی بو سے گندہ رکھا جاوے کس قدر نا مناسب حرکت ہے، فوراً ہمت کرلی، اب اس وقت سے نہ پئیں گے اسی طرح ایک صاحب نے لندن کے قیام میں اسی خیال کے آنے پر وہاں ارادہ ترک سگریٹ کا کرلیا اور اس پر عمل برابر دونوں حضرات کا جاری ہے، حالانکہ ایک صاحب کی عادت ۳۰ سال سے زیادہ کی تھی، اسی طرح ضرورت ہے۔

(۱) شرعی داڑھی رکھنے کا قصد و ہمت اس مبارک مہینہ میں کرلی جاوے پھر شرعی داڑھی کے بعد اپنے چہرہ کو آئینہ میں دیکھا جاوے تو خود ہی فیصلہ کرلیگا کہ شکل کتنی نورانی ہوگئی ہے، یہ گناہ ایسا ہے کہ ہر وقت اس میں ابتلاء رہتا ہے چوری، قتل، بدکاری دن یا رات کو کرے صبح کو کسی کو معلوم نہیں ہوتا، حالانکہ بڑے گناہ ہیں، مگر شرعی داڑھی نہ ہونے سے نماز، روزہ، حج کی حالت میں بھی مجرم کی صورت میں ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت خاصہ سے محروم ہے تفصیل کے لئے رسالہ "داڑھی کا وجوب" (مؤلفہ حضرات اقدس مولانا زکریا صاحب شیخ الحدیث) دیکھئے۔

(۲) بہت سے لوگ داڑھی سامنے تو ایک مشت کی رکھتے ہیں اور رخسار (کلّے) کی داہنی اور بائیں جانب ایک مشت سے کم رکھتے ہیں، یہ درست نہیں، سامنے کی طرح دائیں اور بائیں جانب بھی ایک مشت رکھنا واجب ہے۔

(۳) شرعی پردہ سے مراد یہ ہے کہ جو اعزّہ نا محرم ہیں ان سے شریعت کے حکم کے موافق پردہ کرنا، احکام پردے کے بہشتی ثمر، علم الفقہ، تعلیم الاسلام میں مسطور ہیں، صرف ان نا محرموں کا تذکرہ یہاں کیا جاتا ہے، لوگ جن کو نا محرم نہیں سمجھتے ہیں، مرد کے لئے (۱) بھائی کی بیوی (۲) بیوی کی بہن، (۳) خالہ، پھوپھی، ماموں، چچا کی لڑکیاں، (۴) مومانی (۵) چچی، عورت کے لئے (۱) بہن کا شوہر (۲) شوہر کا بھائی (۳) خالہ، ماموں، چچا، پھوپھی کے لڑکے (۴) خالو و پھوپھا۔

(۴) غیبت سے بچنے کا بہت زیادہ اہتمام چاہیے، اکثر حضرات کے روزے اس کی وجہ سے ضائع ہوجاتے ہیں مضمون مرتبہ احقر "اصلاح الغیبت" کو ملاحظہ فرمائیں۔

(۵) بدنگاہی سے بچنے کا بھی بہت زیادہ اہتمام چاہئے، شیطان کا بہت بڑا زہریلا تیر ہے، اس سے طاعت کا نور سلب ہوجاتا ہے، قلب میں ایسی بڑی ظلمت پیدا ہوجاتی ہے جو بعض دفعہ استغفار سے بھی دور نہیں ہوتی ہے، بلکہ جب تک بدنگاہی کے موقع پر ضبط حفاظت نظر سے کام نہ لیا جائے، بدنظری کی ظلمت دور نہیں ہوتی ہے، اس کی اصلاح کے لئے عرض احقر کو بھی ملاحظہ کرنے کی ضرورت ہے، جو دعوۃ الحق سے مفت ملتا ہے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

انوارِ سنت

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

بالوں کی سنتیں

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سرِ مبارک کے بالوں کی لمبائی کانوں کے درمیان تک اور دوسری روایت کے مطابق کانوں تک اور ایک اور روایت کے مطابق کانوں کی لو تک تھی۔ ان کے علاوہ کندھوں تک یا کندھوں کے قریب تک ہونے کی بھی روایات ہیں۔ (شمائلِ ترمذی)

(۲) یا تو سارے سر کے بال رکھے یا سارا سر مُنڈ وادے۔ ایک حصہ کے بال رکھنا اور ایک حصہ کے منڈوانا یا ترشوانا فعلِ حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس سے بچائے۔

(۳) داڑھی کو بڑھانے اور مونچھوں کو کم کرنے کے متعلق حدیث میں حکم وارد ہے۔ داڑھی (یکمشت سے کم) کتروانے اور مُنڈوانے کو حرام فرمایا گیا۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس سے محفوظ رکھے۔

(۴) مونچھوں کو کترنے میں مبالغہ کرنا سنت ہے۔

(۵) زیرِ ناف، بغل اور ناک کے بال لینا۔ چالیس روز گزر جائیں اور صفائی نہ کرے تو گنہ گار ہوگا۔

(۶) بالوں کو دھونا، تیل لگانا اور کنگھا کرنا مسنون ہے۔ لیکن ایک آدھ دن بیچ میں چھوڑ دینا چاہیے۔

(۷) جب تیل ڈالنے کا ارادہ ہو تو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی میں تیل لیکر پہلے ابروؤں پر پھر آنکھوں پر اور پھر سر میں تیل ڈالیں۔

(۸) سر میں تیل ڈالنے کی ابتدا پیشانی کی جانب سے کریں۔

(۹) کنگھا کریں تو پہلے دائیں جانب سے شروع کریں۔

(۱۰) کنگھا کرتے ہوئے یا حسبِ ضرورت جب بھی آئینہ دیکھیں تو دعا پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ حَسَّنْتَ خَلْقِی فَحَسِّنْ خُلُقِی ترجمہ: اے اللہ! آپ نے میری صورت اچھی بنائی میرے اخلاق بھی اچھے کر دیجئے۔

گناہ کے نقصانات

(۱۰) ایک گناہ دوسرے گناہ کا سبب ہوجاتا ہے جس سے گناہوں کی عادت پڑجاتی ہے اور چھوڑنا دشوار ہوجاتا ہے۔ (باقی آئندہ)

آج ہم لوگ زہر تو کھارہے ہیں یعنی بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا ہیں مگر اس کا تریاق اور علاج یعنی توبہ اور شریعت وسنت پر عمل کے لئے تیار نہیں تو بھلا سوچیں کہ زہر کھانے والا کب تک صحت مند رہ سکتا ہے جس طرح زہر کی گولی سے زندگی کے بجائے موت آجاتی ہے اسی طرح ان گناہوں میں سے ایک گناہ بھی جنت کی زندگی کے بجائے جہنم میں پہنچادیتا ہے اگر اللہ تعالیٰ فضل نہ فرمائے۔

چند گناہ کبیرہ جن پر وعیدیں آئی ہیں۔ جو بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے اور ایک گناہ بھی جہنم میں لے جانے کے لئے کافی ہے۔

(۱۴) فخر کرنا۔

یعنی اللہ کی دی ہوئی کسی نعمت پر اترانا۔ سب کچھ اللہ کا دیا ہوا ہے پھر اکڑنا کیسا جس نے دیا ہے وہ لے بھی تو سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو نعمتوں کے چھیننے میں دیر نہیں لگتی۔

(۱۵) حاجت مندوں اور ضرورتمندوں کی قدرت کے باوجود مدد نہ کرنا۔

یاد رہے کہ کروڑپتی ایک ہی دن میں لقمہ کا محتاج ہوجاتا ہے اور مدد کرنے والا محفوظ رہتا ہے۔

ماہِ صیام

حضرت مولانا قاری محمد صدیق ثاقبؔ باندوی رحمۃ اللہ علیہ

مبارک ہو مسلمانوں کہ پھر ماہِ صیام آیا　　خدا کی رحمتوں اور برکتوں کا اژدہام آیا
خدا کا شکر ہے فصلِ بہار جانفزا آئی　　خوشا قسمت کہ پھر سے موسم صوم و قیام آیا
زمانہ آگیا کہ لطفِ باری عام اب ہوگا　　نصیب اپنے کہ پھر سے زندگی میں یہ مقام آیا
قیامت میں یہ روزہ ڈھال ہوگی روزہ داروں کی　　یہ سرمایہ بھی اپنا کیسے آڑے وقت کام آیا
ہدایت کے صحیفے سب کے سب اس ماہ میں اترے　　اسی ماہ مبارک میں کلاموں کا امام آیا
اسی میں رات اک آئی ہزاروں رات سے بہتر　　کہ جس میں چشمہ رحمت سے بندوں کو سلام آیا
گذاری جس نے اپنی زندگی ساری اطاعت میں　　اسی کے واسطے جنت سے دنیا ہی میں جام آیا
دو بارہ زندگی آئی سکونِ دل ہوا حاصل　　زباں پر جب محمدؐ مصطفیٰ کا پیارا نام آیا

جو پہنچا حشر میں ثاقبؔ فرشتے سب پکار اٹھے
محمدؐ کے غلاموں کے غلاموں کا غلام آیا

۴۔ الایمان بالرسل

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے بارے میں عقیدے

نظر فرمودہ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہ

عقیدہ کی تعریف : دین کی وہ اصولی اور ضروری باتیں جن کا جاننا اور دل سے ان پر یقین کرنا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے۔

عقیدہ ۱: ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو جس جس نے ایمان کی حالت میں دیکھا یا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایمان ہی پر اس کی وفات ہوئی اس کو ''صحابی'' کہتے ہیں۔

عقیدہ ۲: ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بہت بڑی چیز ہے، پوری امت میں صحابۂ کرام کا مرتبہ سب سے بڑا ہے، تھوڑی دیر کیلئے بھی جس کو آپ کی صحبت حاصل ہوگئی بعد والوں میں بڑے سے بڑا بھی ان کے برابر نہیں ہوسکتا۔

عقیدہ ۳: صحابہ میں بعضوں کا مرتبہ بعضوں سے بڑا ہے، ان میں سب سے بڑھ کر چار صحابی ہیں اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو نبیوں کے بعد تمام انسانوں میں سب سے افضل ہیں، ان کے بعد امت میں سب سے افضل حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ان کے بعد امت میں سب سے افضل حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، ان کے بعد امت میں سب سے افضل حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

(باقی آئندہ)

اغراض و مقاصد

مقامی مجلس دعوۃ الحق

الحمدللہ شروع ہی سے باہم مشوروں کے ساتھ شہر کے اندر مجلس یہ خدمات انجام دے رہی ہے

۱) شہر کی مساجد میں ائمہ مساجد کے ذریعہ نماز کے بعد ایک منٹ کا مدرسہ سنانا۔

۲) شہر کے اطراف ونواح کے علاقوں میں ہر پیر بعد نماز عصر مجلس کے علماء واراکین گشت کے ذریعہ گھر گھر پہنچ کر ایک گناہ کا نقصان اور ایک طاعت کا فائدہ بتانا پھر بعد نماز مغرب مسجد میں مردوں کو جوڑ کر علمائے کرام کے بیانات کا نظم اور نماز کی عملی مشق کا اہتمام کرنا۔

۳) ہر قمری مہینہ کے آخری اتوار کو عصر تا فجر اجتماع منعقد کر کے اس میں اکثر بیرونی اکابر علماء اور کبھی حسب ضرورت مقامی علمائے کرام کے اصلاحی مواعظ کا نظم کرنا۔

۴) قرآن کریم اور دینی کتابوں کے بوسیدہ پرزوں کو اہتمام واحترام کے ساتھ کہیں دفن کرنیکی غرض سے جابجا پلاسٹک بکیٹوں کا انتظام کرنا۔

۵) جن مساجد میں قرآن بغیر جزدان کے رکھے ہوئے ہوتے ہیں وہاں جزدانوں کا انتظام کرنا۔

۶) ہفتہ میں دو دن مؤذن حضرات کو جوڑ کر اذان واقامت کی اصلاح اور عملی مشق کرانا۔

۷) مجلس دعوۃ الحق کے دستور کے مطابق لڑکوں اور لڑکیوں کی صحیح قرآنی تعلیم کے لئے مدارس کا قیام اور نظم کرنا۔

۸) اسی مقصد کے تحت تعلیم بالغان کا جز وقتی نظم بھی جاری ہے۔

۹) حضرات اکابرین کے مواعظ وملفوظات کے منتخب کتابچے ہر ماہ شائع کر کے گھر گھر تقسیم کرنا۔

۱۰) قمری حساب سے محرم میں اسلامی کیلنڈر شائع کرنا۔

۱۱) ان تمام امور کی باقاعدہ ترتیب وتعمیل کیلئے مستقل دفتر موجود ہے جہاں دو علماء اس غرض سے متعین ہیں کہ پوری کارروائی کو تحریراً محفوظ کریں اور مجلس کے ماہانہ اجلاس میں طے شدہ امور کو عملی جامہ پہنائیں۔

DAWATH-UL-HAQ

43, Mulla Street, Pernambut - 635 810.
E-mail: dawathulhaq@rediffmail.com Phone: 04171-231292

جواہر حکمت

منہ دیکھ لیا آئینہ میں پر داغ نہ دیکھا سینے میں
جی ایسا لگایا جینے میں مرنے کو مسلمان بھول گئے

تکبیر تو اب بھی ہوتی ہے مسجد کی فضامیں اے انور
جس ضرب سے دل ہل جاتے تھے وہ ضرب لگانا بھول گئے

(حضرت مولانا انورشاہ کشمیری نوراللہ مرقدہٗ)